رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

تار کا پتہ "الفضل قادیان بٹالہ"

قیمت فی پرچہ ۲ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۱۴ | مورخہ ۲۱ ر اگست سنہ ۱۹۲۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۸ر محرم سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت علیل تھی ۔ اور حضور کو کھانسی کی شکایت تھی ۔ تاہم حضور نے ۱۷ر اگست کو ایک طویل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اس امر پر روشنی ڈالی کہ مومن کو دینی کام کس طرح کرنے چاہیئیں ۔

۱۷ر اگست - بعد نماز جمعہ انجمن ارشاد کا جلسہ ہوا جس میں مولوی تاج الدین صاحب مدرسہ احمدیہ ۔ رشید احمد صاحب اور مرزا مبارک بیگ صاحب نے جناب میر قاسم علی صاحب کی پریزیڈنٹی میں تقریریں کیں ۔

جزیرہ سماٹرا کے تین طالب علم تحصیل علم دین کے لئے یہاں آئے ہیں ۔ عربی زبان میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کر سکتے ہیں ۔ امید ہے اگر کچھ عرصہ انہوں نے مستقل رہائش اختیار کی تو دینی علم کے حصول

جماعت احمدیہ کے مذہبی جوش کی ایک درخشاں مثال

قربانی کے بکروں کی فراہمی کے متعلق

اگرچہ علاقہ ارتداد کے ان دیہات میں جہاں احمدی مبلغ کام کر رہے ہیں ۔ عید اضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے کے لئے بکرے دینے کا اعلان بہت تنگ وقت میں کیا گیا تھا ۔ لیکن پھر بھی جماعت احمدیہ نے جس مستعدی اور جوش سے اسمیں حصہ لیا ہے ۔ وہ اس کے مذہبی ایثار اور مرکزی احکام کی تعمیل کرنے کی ایک اعلیٰ درخشاں مثال ہے ۔ ایسے مقامات جہاں کے احباب کو اس اعلان سے بالکل آخری وقت میں اطلاع پہنچی ۔ انہوں نے بذریعہ تار براہ راست امیر وفد المجاہدین کی خدمت میں آگرہ روپیہ روانہ کر دیئے اور اس طرح صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر ایک ہزار

دو سو چھیانوے روپے آٹھ آنے اس کام کے لئے جمع ہو گئے ۔ جو چھ روپے کے حساب سے ۲۱۶ بکروں کی قیمت تھی ۔ احمدی مبلغین کے ذریعہ نہایت عمدہ اہتمام کے ساتھ ان بکروں کی مختلف مقامات پر قربانی کی گئی جس کا بہت اچھا اثر ہوا ۔ خدا تعالیٰ سب احباب کی قربانیوں کو منظور فرمائے ۔ اور ان کے اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرے ۔

ذیل ان احباب کی مع ان کی پیش کردہ رقم کے فہرست دی جاتی ہے ۔ جنھوں نے اس کام میں حصہ لیا ۔

[illegible] کامیاب ہو سکیں گے ۔

۱ - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز للعہ
۲ - حضرت میاں شریف احمد صاحب عہ
۳ - حضرت نواب محمد علی خان صاحب للعہ
۴ - جناب محمد عبد اللہ خان صاحب عہ
۵ - حضرت اُم المومنین صاحبہ سے ر
۶ - اُم طاہر احمد صاحب سے ر
۷ - اُم ناصر احمد صاحب سے ر
۸ - ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب عہ
۹ - سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹ سے ر
۱۰ - بابو فقیر علی صاحب - سوہل سے ر
۱۱ - منشی عبد الرحیم صاحب تعلیم و تربیت قادیان سے ر
۱۲ - اہلیہ شیر محمد صاحب دکاندار قادیان عہ
۱۳ - شیخ شیر محمد صاحب دکاندار قادیان سے ر
۱۴ - مستری حسن الدین صاحب لاہور سے ر
۱۵ - میاں نظام الدین صاحب لاہور سے ر
۱۶ - میاں نور الدین صاحب دکاندار قادیان سے ر
۱۷ - ڈاکٹر نور بخش صاحب - قادیان سے ر
۱۸ - ڈاکٹر گوہر دین صاحب قادیان سے ر
۱۹ - مائی جیونی ملازمہ نواب صاحب قادیان عہ
۲۰ - مولوی شیر علی صاحب - قادیان عہ
۲۱ - چوہدری غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر قادیان عہ
۲۲ - چوہدری حاکم دین صاحب قادیان عہ
۲۳ - میاں محمد شریف صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امرتسر عہ
۲۴ - میاں صدر الدین صاحب دکاندار قادیان سے ر
۲۵ - میاں عبد اللہ صاحب کشمیری قادیان سے ر
۲۶ - میاں محمد حنیف صاحب قادیان سے ر
۲۷ - میاں محمد عزیز الدین صاحب قادیان سے ر
۲۸ - حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب لعہ
۲۹ - میاں عبد الکبیل صاحب - لاہور سے ر
۳۰ - میاں عبد الواحد صاحب ” سے ر
۳۱ - میاں عزیز احمد صاحب ” سے ر
۳۲ - حافظ عبد الحمید صاحب منصوری سے ر
۳۳ - میاں محمد رمضان صاحب - کراچی سے ر
۳۴ - مرزا محمد شفیع صاحب گوڈ گاؤں سے ر

۳۵ - شیخ فضل کریم صاحب سرگودہا سے ر
۳۶ - میاں محمد سعید صاحب ” سے ر
۳۷ - میاں فضل الدین صاحب چھاؤنی پشاور سے ر
۳۸ - مستری خیر الدین صاحب نواں پنڈ قادیان سے ر
۳۹ - قاضی محمد منیر صاحب - امرتسر سے ر
۴۰ - مرزا حاکم بیگ صاحب - گوجرات سے ر
۴۱ - میاں عبد السلام صاحب قادیان للعہ
۴۲ - میاں بشیر عالم صاحب راہبر خانصاحب عہ
۴۳ - میاں محمد شفیع صاحب عہ
۴۴ - کمرشل ہاؤس منصوری عہ
۴۶ - سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد عہ
۴۷ - شیخ سراج الحق صاحب پٹیالہ عہ
۴۸ - حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے ر
۴۹ - سید محمد اسمٰعیل صاحب قادیان سے ر
۵۰ - منشی نور محمد صاحب ہیڈ کلرک لاہور عاملہ قادیان عہ
۵۱ - بذریعہ سید بشارت احمد صاحب سکندرآباد عہ
۵۲ - محمد طاہر محمد احمد صاحب کلکتہ للعہ
۵۳ - میاں جان محمد صاحب چٹھی رسان قادیان عہ
۵۴ - مولوی عمر الدین صاحب صدر کوہ (جالندہر) عہ
۵۵ - ڈاکٹر امیر الدین صاحب - امرتسر عہ
۵۶ - میاں نذیر احمد صاحب ” عہ
۵۷ - برادر میاں نذیر احمد صاحب ” عہ
۵۸ - میاں شبراتی دربان حضرت صاحب قادیان عہ
۵۹ - مائی تاجو ملازمہ حضرت نواب صاحب قادیان سے ر
۶۰ - جماعت احمدیہ فیروز پور عہ
۶۱ - میاں نور محمد صاحب ملازم حضرت صاحب قادیان عہ
۶۲ - میاں رحمت اللہ صاحب باغانوالہ بنگہ جالندہر عہ
۶۳ - شیخ مولا بخش صاحب گورداسپور عہ
۶۴ - میاں فضل احمد صاحب خوشاب سے ر
۶۵ - میاں صادق علی صاحب ڈیرہ دون سے ر
۶۶ - میاں محمد شریف صاحب گوجرانوالہ عہ
۶۷ - دین محمد صاحب منٹگمری سے ر
۶۸ - عبد الکریم صاحب گڈھ شنکر سے ر
۶۹ - میاں عبد العزیز صاحب سالپور سے ر

۷۰ - محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس جیکب آباد - سندھ سے ر
۷۱ - عنایت حسین خانصاحب سب انسپکٹر پولیس منگھرو سے ر
۷۲ - عنایت علیخان صاحب سنام ریاست پٹیالہ سے ر
۷۳ - ڈاکٹر محمد عالم صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ ریکانٹ سرگودہا سے ر
۷۴ - مستری نظام الدین صاحب فیروز والہ عہ
۷۵ - ڈاکٹر لال الدین صاحب گوہلہ کرنال عہ
۷۶ - رجب علیخان صاحب سنور ریاست پٹیالہ سے ر
۷۷ - حشمت اللہ صاحب عبد اللہ پور سے ر
۷۸ - کرم داد صاحب بھٹی ” ” سے ر
۷۹ - حسین بخش صاحب ” ” سے ر
۸۰ - غلام حسین صاحب معہ اہلیہ قادر آباد بھلوکی عہ
۸۱ - نذیر حسین صاحب ” ” سے ر
۸۲ - محمد خان صاحب ” ” سے ر
۸۳ - احمد دین صاحب ” ” سے ر
۸۴ - غلام علی صاحب ” ” سے ر
۸۵ - ماسٹر عبد الروف صاحب قادیان سے ر
۸۶ - میاں نور الدین صاحب ہڑپہ عہ
۸۷ - لعل محمد صاحب جمعدار سے ر
۸۸ - نصیر الدین فیروز الدین صاحبان جالندہر سے ر
۸۹ - قاسم علی صاحب گرداور قانونگو سے ر
۹۰ - سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیمبڑیال عہ
۹۱ - مستری عطاء الرحمٰن صاحب بھیرہ عہ
۹۲ - بذریعہ بابو علی بخش صاحب بھوپال عہ
۹۳ - بابو نصیر اللہ خان صاحب سب اوورسیر شاہدرہ عہ
۹۴ - میاں غلام مرتضیٰ خان صاحب جالبپور سے ر
۹۵ - نذیر محمد صاحب جگادہری سے ر
۹۶ - خان عبد اللہ خان صاحب لیہ سے ر
۹۷ - جماعت احمدیہ بھٹنڈا سے ر
۹۸ - خلیفہ نور الدین صاحب سری نگر عہ
۹۹ - سید محمد اصغر صاحب مونگھیر سے ر
۱۰۰ - عبد المجید صاحب احمدیہ ہوس بھاگلپور سے ر
۱۰۱ - محمد یعقوب خان صاحب چک ۱۳۱ سے ر

۱۰۲ - بابو عبد الحمید صاحب لاہور سے ر
۱۰۳ - بابو عبد الرحمٰن صاحب انبالہ سے ر
۱۰۴ - عبد الغنی صاحب - انبالہ سے ر
۱۰۵ - مخدوم بشیر احمد صاحب میانی عہ
۱۰۶ - بابو وزیر محمد صاحب - لاہور سے ر
۱۰۷ - حافظ محمد صاحب پراچہ للعہ
۱۰۸ - حشمت اللہ صاحب سے ر
۱۰۹ - غلام مصطفےٰ صاحب گھمیانہ عہ
۱۱۰ - محمد حسین صاحب شملہ سے ر
۱۱۱ - بابو فضل احمد صاحب راولپنڈی عہ
۱۱۲ - عبد اللہ صاحب گھمیانہ سے ر
۱۱۳ - غلام محمد صاحب بھیرہ عہ
۱۱۴ - مولوی انوار حسین صاحب شاہ آباد سے ر
۱۱۵ - بدر الدین صاحب پشاور للعہ
۱۱۶ - محمد عبد اللہ صاحب کوئٹہ عہ
۱۱۷ - شیخ عبد الحمید صاحب لاہور سے ر
۱۱۸ - شیخ عبد الحمید صاحب سکرٹری ” عہ
۱۱۹ - امیر الحسن صاحب شملہ سے ر
۱۲۰ - مولوی عمر الدین صاحب شملہ سے ر
۱۲۱ - سخاوت علی صاحب شاہجہانپور سے ر
۱۲۲ - عبد الحمید صاحب شملہ سے ر
۱۲۳ - مرزا عبد الرحیم صاحب پشاور سے ر
۱۲۴ - بابو محمد عالم صاحب ” سے ر
۱۲۵ - بابو محمد نذیر صاحب ” سے ر
۱۲۶ - میاں احمد بیگ صاحب ” سے ر
۱۲۷ - ڈاکٹر فتح الدین صاحب ” سے ر
۱۲۸ - مرزا اعزاز احمد صاحب شملہ سے ر
۱۲۹ - حفیظ اللہ صاحب ” سے ر
۱۳۰ - چوہدری عبد الغفور صاحب ” سے ر
۱۳۱ - عبد العزیز صاحب سیالکوٹ عہ
۱۳۲ - ناصر سرود خان صاحب فیروز شہر عہ
۱۳۳ - شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن عہ

۱۲۹۶

کل میزان الف عہ ۸/

81

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۳ء

بھرتپوری کونسل کا جبری حکم احمدی مجاہدین کے خلاف

مذہبی دست اندازی کی بدترین مثال

ریاست بھرتپور کی کونسل نے احمدی مجاہدین کو اپنے علاقہ کے ایک گاؤں اکرن سے نکالنے کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ وہ ۱۴ اگست کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ ریاستی حکام نے عدل اور انصاف کو بالائے طاق رکھکر کس قدر جبر سے کام لیا ہے۔ مگر ایسا ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ ناظم صاحب ریاست جن کی رپورٹ پر کونسل نے احمدی مجاہدین کو اکرن سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جناب چودہری عبد السبحان صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی سے تحقیقات کرنے کے دن گفتگو کرتے ہوئے بار بار یہ کہہ چکے تھے۔ کہ ریاست کے قواعد گورنمنٹ کے قانون کی طرح نہیں ہوتے۔ Chief کا لفظ ہی قانون ہے۔ میں نے ریاستوں میں رہ کر دیکھا ہے۔ اور مجھے ریاستوں کا تجربہ ہے۔ حکام جو چاہتے ہیں حکم دیدیتے ہیں۔ اور کسی کی پروا نہیں کرتے۔ سرکاری علاقہ میں ہر ایک بات کی تحقیقات ہوتی ہے۔ مگر یہاں یہ حال ہے۔ کہ اگر ابھی مجھے تار آجائے۔ کہ آپ کو نکال دوں۔ تو مجھے فوراً اس کی تعمیل کرنی ہوگی ۔

اسکے جواب میں کہا گیا کہ آخر مہاراجہ صاحب کسی بنیاد پر ہی ہمارے متعلق ایسا حکم دینگے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے کانشنس کو ضرور استعمال کرینگے۔ مگر ناظم صاحب نے کہا۔ کہ اگر وہ نکال دینے کا حکم دیدیں۔ تو تم کیا کر سکتے ہو۔ کیا تم ریاست کے خلاف کوئی فوج لاسکتے ہو۔ اسکے جواب میں کہا گیا۔ ہم حکم کی پابندی کرینگے۔ اور ساتھ چارہ جوئی بھی کرینگے ۔

اِس گفتگو سے ظاہر ہے کہ ناظم صاحب جس معاملہ کی تحقیقات کیلئے آئے تھے۔ اسکی تحقیقات کا نتیجہ نکلنے سے قبل ہی یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ احمدی مجاہدین کو اکرن سے نکالدیا جائے۔ اور اسی لئے وہ بار بار نکال دینے کی دہمکی دیتے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ اس حکم کو جاری کرنے کے لئے کسی معقول وجہ کی بھی ضرورت نہیں۔ ریاستی حکام کی جو مرضی ہو۔ وہ حکم دے سکتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ریاستی کونسل نے صرف اپنی مرضی کو پورا کرنے کیلئے بلاوجہ اور بلاسبب احمدی مجاہدین کو اکرن سے نکال دینے کا ریزولیوشن پاس کر دیا۔ اور اسکی تعمیل کا شرف انہیں صاحب کو بخشا۔ جو پہلے ہی خارج کر دینے کا خیال ظاہر کر چکے تھے ۔

یہ حکم دینے کی سب سے بڑی وجہ امن عامہ میں خلل قرار دیا گیا ہے۔ مگر کس عقلمند کا دماغ یہ امر تسلیم کرنے کیلئے تیار ہو سکتا ہے کہ ایک دو غریب الوطن اور نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معزز آدمی اور وہ بھی اس جماعت کے آدمی جس کے گذشتہ حالات اسکی امن پسندی اور قانونی پابندی کا نہایت شاندار ریکارڈ پیش کرتے ہیں۔ ایک گاؤں کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر نقض امن کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اور پھر جبکہ اسی گاؤں میں ان کی مسلسل کئی ماہ کی رہائش سے آج تک نقض امن کا کوئی معمولی سے معمولی واقعہ بھی نہیں ہوا۔ تو کس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ آئندہ وہ کسی بدامنی کے مرتکب ہونگے۔ لیکن ریاستی کونسل کے نزدیک اب احمدی مبلغ اسقدر خطرناک ہو گئے ہیں کہ ان کا گاؤں میں رہنا خطرہ اور فساد کا موجب سمجھا گیا ۔

کیا اب کوئی نئی بات پیدا ہو گئی تھی جس نے ریاستی حکام کو اس قدر مشوش کر دیا۔ کہ انہیں قیام امن کیلئے احمدی مبلغین کے اخراج کے سوا اور کوئی چارہ ہی نظر نہ آیا۔ اس کا پتہ بھی کونسل کے ریزولیوشن سے ہی لگ سکتا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ احمدی مبلغ پہلے ایک خیمہ میں رہتے تھے جو گاؤں کے باہر نصب تھا۔ لیکن چار پانچ دن سے انہوں نے ایک نو تعمیر شدہ مکان میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ اگر یہی نئی بات ہے۔ اور اسکے سوا کوئی اور ہے بھی نہیں۔ کیونکہ ریاست کے پہلے حکم کی باقاعدہ تعمیل کی جاتی رہی ہے تو ہم پوچھتے ہیں کیا خیمہ سے منتقل ہو کر مکان میں آجانے پر احمدی مبلغین اپنے ساتھ کہیں سے اسلحہ جات بھی لے آئے تھے۔ اور مکان ان کیلئے قلعہ کا کام دینے کے قابل تھا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو خیمہ کی بجائے ایک کچے مکان میں آجانے کی وجہ سے انکی موجودگی کیونکر خطرہ اور بدامنی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور کیوں ان کے متعلق اس قدر خوف و ہراس ظاہر کیا جاتا ہے کہ جب تک انکو گاؤں سے نکال نہ دیا جائے اس وقت تک گاؤں کا امن میں رہنا ہی ناممکن نظر آتا ہے۔ یہ کیسی کچی اور بودی بات ہے ۔

پھر کونسل نے اخراج کے متعلق اس قسم کی بودی وجوہات بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ احمدی مبلغین نے اس گاؤں میں رہنے کی جو ایک قابل قبول وجہ بیان کی تھی۔ اسے بھی اپنے غیر محدود اختیارات سے کام لیتے ہوئے صرف یہ کہکر رد کر دیا کہ "بالکل بیہودہ ہے"۔ شکر ہے۔ ان کے منہ سے یہ الفاظ تو نکلے۔ مگر ذیل میں ہم اس وجہ کو پیش کر کے ان لوگوں سے جنکے سینہ میں دردمند دل ہے۔ اور جو کسی بیکس کی بیکسی اور کمزور کی کمزوری پر رحم کھانے کی عادت رکھتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کیا ریاستی کونسل نے اسکے متعلق جو فیصلہ کیا ہے کہ "بالکل بیہودہ ہے" یہ درست ہے۔ احمدی مبلغین نے ناظم صاحب کو اپنی رہائش کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ یہاں ایک بوڑھی عورت جمیعا نام رہتی ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے۔ اسکی حفاظت کیلئے اور جب وہ فوت ہو جائیگی۔ اسکی تجہیز و تکفین کے لئے ہمارا رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسکے سوا باقی تمام کا تمام گاؤں مرتد ہو چکا ہے۔ صرف وہ اکیلی عورت مسلمان ہے جو بڑی مضبوطی سے اپنے مذہب پر اسوقت تک قائم ہے

اور اسی پر مرنے تک قائم رہنا چاہتی ہے۔ اگر ہم لوگ چلے گئے۔ تو نہ معلوم کس کس طریق سے اس بیچاری کو تنگ کیا جائے۔ کیا کیا مشکلات اس کے لئے پیدا کی جائیں۔ اور جب وہ جان دے دے۔ تو اس کی مرضی۔ اور اس کے مذہب کے خلاف اس کی میت سے سلوک کیا جائے۔ یعنی بجائے دفن کرنے کے جلا دی جائے۔ ہم لوگ زندگی میں اس کی حفاظت اور مدد کرنے اور فوت ہونے کے بعد اسلامی طریق پر دفن کرنے کے لئے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور اسی کے مکان میں ہیں۔

یہ ہے وہ وجہ جسے ریاستی کونسل نے "بالکل بے ہودہ" قرار دیا ہے۔ لیکن غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کسی کی ماں یا اور کوئی قریبی رشتہ دار عورت ایسی حالات میں ہو جن میں اکرت کی مائی جمعیا ہے۔ یعنی عالم پیری اور ضعیفی میں ہو۔ سارے کا سارا گاؤں اپنا مذہب چھوڑ کر مرتد ہو چکا ہو۔ مگر وہ اپنے مذہب پر قائم ہو۔ اور اسی وجہ سے سارے گاؤں کی نظروں میں خار کی طرح کھٹکتی ہو۔ ایسی حالت میں وہ اپنی ماں یا قریبی رشتہ دار عورت کی حفاظت کرنے کیلئے اس کے پاس رہنا چاہتا ہو۔ مگر کوئی زبردستی سے اسے نہ رہنے دے۔ اور کہے تم اپنے رہنے کی جو وجہ بیان کرتے ہو۔ یہ بالکل بے ہودہ ہے۔ تو اس کے دل پر کیا گذریگی۔ اگر اسے اس سے ناقابل بیان صدمہ ہوگا۔ اور اسے ظلم عظیم سمجھیگا۔ تو مذہبی رشتہ جو تمام دنیاوی رشتوں سے زیادہ مضبوط اور زیادہ متبرک ہے۔ اسکی بنا پر ایک ضعیف و ناتوان اور مصیبت زدہ عورت کی نگہداشت کرنے والوں کو یہ کہکر جبراً نکال دینا کہ یہ "بالکل بے ہودہ" بات ہے۔ کیوں بہت بڑا ظلم نہیں کہلائیگا۔ دراصل ریاستی حکام نے اس امر کا اندازہ لگانے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی۔ کہ وہ جماعت جو مذہب کے نام پر بنی مذہب کے لئے زندہ ہے۔ اور مذہب پر ہی جان دینے کو اپنا سب سے بڑا مقصد سمجھتی ہے۔ اس کو اس انسان سے جو اس کے ساتھ مذہبی طور پر وابستہ ہو۔ کسقدر گہرا۔ کتنا مضبوط اور کیسا متبرک تعلق ہے۔ اسی لئے ایک نہایت اہم وجہ کو انہوں نے بالکل بے ہودہ کہدیا۔ لیکن ہم پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ کسی غیر متعلق مگر معقول پسند انسان کے نزدیک ان کی یہ کارروائی قطعاً جائز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سراسر ظلم اور جبر سمجھی جائیگی۔

اگرچہ ریاستی کونسل نے اپنے ریزولیوشن میں احمدی مبلغین کے اخراج کی ایک اور وجہ کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ناظم صاحب نے زبانی گفتگو میں اس کا بھی ذکر کیا تھا۔ جب احمدی مجاہدین نے کہا۔ کہ دوسرے فریق نے جبکہ ان لوگوں کو مرتد بنا لیا ہے تو ہمارا بھی حق ہے۔ کہ ان کے اندر رہ کر ان کو تبلیغ حق کریں۔ اور اسلامی تعلیم کی حقانیت ان پر ثابت کریں۔ تو ناظم صاحب نے فرمایا۔ ریاست کی اس میں سبکی ہے۔ کہ باہر سے آکر لوگ ریاست کے باشندوں کو اسلام سکھائیں۔ کیا ریاست میں ایسے آدمی نہیں اس کا نہایت معقول جواب یہ دیا گیا۔ کہ تھانیدار صاحب (جو سامنے بیٹھے تھے) پنجابی ہیں۔ کیا ریاست کی اس میں سبکی ہے۔ کہ ایسا شخص ریاست میں سے کوئی نہ مل سکا جو تھانیداری کے قابل ہوتا۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ آپ (ناظم صاحب) ریاست بھوپال میں بھی رہ چکے ہیں۔ کیا ریاست بھوپال کی اس میں سبکی ہوئی کہ آپ وہاں کام کرنے لے گئے۔ اگر ریاستی انتظام میں غیر علاقہ کے لوگوں کے شامل ہونے سے ریاست کی سبکی نہیں ہوتی۔ تو مذہب سکھانے میں کیونکر ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ ناظم صاحب کو اس جواب کی معقولیت کا معترف ہونا پڑا۔ کیونکہ انہوں نے یہ وجہ نہ کونسل کو سمجھائی۔ اور نہ کونسل نے اپنے ریزولیوشن میں اس کا ذکر کیا۔ لیکن اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ ریاستی حکام بے جا جوش میں کس قدر معقولیت سے دور جا سکتے ہیں۔

غرض احمدی مجاہدین کے متعلق بھرتپور کی کونسل نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ ان ریاستی روایات کا تازہ ثبوت ہے۔ جو عام طور پر مشہور ہیں۔ اور جن کی طرف خود ناظم صاحب بھرتپور نے اشارہ فرمایا تھا۔ مگر یہ مذہب میں دست اندازی کی ایسی بدترین مثال ہے۔ جو کئی کروڑ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی غم اور تکلیف کا باعث ہوگی۔ اور مسلمانوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کریگی کہ بھرتپور ریاست کے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی جو کارروائی ہو رہی ہے۔ اس میں درپردہ ریاست کا ہاتھ ہے۔

کاش ریاست اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کا کچھ ہی پاس کرتی۔ بے شک اس کی مسلمان رعایا بہت کمزور اور بیکس ہے۔ لیکن آخر وہ بھی خدا کی مخلوق ہے۔ اور خدا اپنے بیکس بندوں کی فریاد بھی سنتا ہے۔ بلکہ بہت جلدی سنتا ہے۔ اتنا جبر اور اتنی سختی کیا کسی وقت رنگ نہ لائیگی۔ اور خدا کی غیرت کو جوش نہ دلائیگی۔ ریاست کے لئے اب بھی وقت ہے۔ کہ مذہب میں دست اندازی کرکے مسلمان مبلغین کے لئے اپنی ریاست کے دروازے بند نہ کرے بلکہ جہاں آریوں کے لئے ہر قسم کی آزادی اور سہولت میسر ہے۔ وہاں مسلمان مبلغین کو بھی آزادانہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے دے۔

احمدی مبلغین آجتک بڑے صبر اور استقلال سے ریاستی حکام کی ہر قسم کی سختی اور تشدد کو برداشت کرتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی قانون کی پابندی کی رعایت سے سب مشکلات برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ظلم اور جبر ان کے حوصلوں کو پست نہیں کر سکتا۔ البتہ ظالم کو دنیا کے سامنے نمایاں کر سکتا ہے۔

ہمارا خیال ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب بھرتپور کو جو ان دنوں تبدیل آب و ہوا کیلئے اپنی ریاست سے باہر تشریف رکھتے ہیں۔ ان حالات کا پورا علم نہیں ہے چونکہ ریاست کی اصل ذمہ داری ان پر ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اصل حالات سے آگاہ ہونے پر حکام ریاست کی بے جا کارروائی کو رد فرمائینگے۔ اور اپنی ہندو و مسلمان رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھنے کا ثبوت دینگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

اہدنا الصراط المستقیم کی دُعا قبول نہ ہونے کی وجہ

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک مسلمان دن میں ۲۷ - ۲۸ دفعہ سے لیکر ۵۰-۶۰ دفعہ تک روزانہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے۔ اہدنا الصراط المستقیم کہ سیدھا رستہ دکھا۔ مگر باوجود اسکے کہ اس قدر دعائیں کرتا ہے۔ پھر بھی یہ دعا بالعموم ہم دیکھتے ہیں۔ اس زمانہ میں قبول نہیں ہوتی۔ اسکو

سیدھا رستہ

نہیں دکھایا جاتا۔ اس کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں ایک عورت کا بچہ بیمار ہوتا ہے اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اطباء اس کی زندگی سے مایوس ہو کر کہدیتے ہیں۔ اب یہ نہیں بچیگا۔ ڈاکٹر اس کی زندگی کے متعلق شبہ میں پڑ جاتے ہیں۔ دیکھنے والوں کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ بچہ بچنے والا نہیں۔ لیکن وہ عورت اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑاتی ہے۔ اور بچہ کی صحت کے لئے دُعا مانگتی ہے۔ اور وہ بچہ بچ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ جب کوئی انسان انتہائی مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کرتا ہے۔ تو اس کی مشکلات دُور ہو جاتی ہیں۔ ایک شخص مقدمات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بچنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور فروتنی اختیار کر کے دُعا کرتا ہے۔ اور رہا ہو جاتا ہے اسی طرح قید خانہ میں پڑا ہوا انسان جب دُعا کرتا ہے تو چھوٹ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ

تلوار کے نیچے

آیا ہوا بھی دعا کے ذریعہ بچ جاتا ہے۔ لیکن جب کہ یہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ اور کوئی انسان ایسا نہیں جس کی اس قسم کی ایک سے زیادہ دعائیں قبول نہ ہوئی ہوں۔ حتیٰ کہ دہریہ بھی مصائب میں گرفتار ہو کر جب کہتا ہے کہ اے خدا اگر تو ہے۔ میں تو نہیں مانتا کہ تو ہے۔ لیکن اگر تیری ہستی ہے تو مجھے اس مصیبت سے بچا۔ تو خدا تعالیٰ اسکی دعا بھی قبول کر لیتا ہے۔ اور وہ بچ جاتا ہے۔ لیکن

تمام کے تمام مسلمان

کہلانیوالے لوگ مگر ان میں سے وہ جو نماز پڑھتے ہیں۔ دن میں متعدد بار یہ دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اہدنا الصراط المستقیم مگر انہیں صراط مستقیم حاصل نہیں ہوتی اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی

وجہ کیا ہے؟

کیا خدا تعالیٰ کو یہ زیادہ پسند ہے کہ کسی کا بچہ بچ جائے۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ ہدایت پا جائے۔ کیا خدا کو یہ زیادہ پسند ہے کہ کوئی مقدمہ سے بچ جائے بہ نسبت اسکے کہ وہ ہدایت پا جائے۔ کیا خدا کو یہ زیادہ مرغوب ہے۔ کہ کسی کو نوکری مل جائے بہ نسبت اسکے کہ وہ ہدایت پا جائے۔ کیا خدا کو یہ زیادہ پسند ہے کہ کوئی قید سے رہا ہو جائے۔ بہ نسبت اسکے کہ شیطان کی قید سے رہا ہو جائے۔ اگر نہیں تو پھر وہ کیوں اور ساری دعائیں تو سنتا ہے۔ مگر جو

ہدایت کے لئے دُعا

کی جاتی ہے۔ ردّ کر دیتا ہے۔ بہت لوگ ہیں۔ جن کے دل میں خواہش اور تڑپ ہوتی ہے۔ یا کم از کم جو سمجھتے ہیں کہ ان کے دل میں خواہش ہے۔ کہ ہدایت ملے۔ مگر ان کو نہیں ملتی۔ گو ان کے دل میں یہ سوال نہ پیدا ہو کہ کیا وجہ ہے اور دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ اور یہ قبول نہیں ہوتی۔ مگر یہ ایک اہم سوال ضرور ہے۔ بہت سوں کے دل میں یہ سوال تو پیدا ہو گا کہ بیٹا ہونے کے لئے دعا کریں۔ اور بیٹا نہ ہو۔ تو کہینگے۔ کیوں یہ دُعا قبول نہیں ہوئی۔ قید سے رہائی کے لئے دُعا کریں۔ اور رہا نہ ہوں۔ تو کہینگے کیوں رہائی نہیں ہوئی۔ بیوی کے لئے دعا کریں۔ مگر بیوی نہ ملے تو سوچیں گے۔ کیوں ان کی دُعا نہیں سُنی گئی۔ مال کا نقصان نہ ہونے کی دعا کریں۔ مگر نقصان ہو جائے تو فکر کرینگے کہ کیوں دُعا قبول نہ ہوئی۔ مال ملنے کے لئے دعا کریں۔ اور نہ ملے تو انہیں دُعا کے قبول نہ ہونے کا خیال آئیگا۔ اور بہت ہیں جو کہدیتے ہیں کہ دعا کبھی قبول ہی نہیں ہوتی۔ یہ ایک ڈھکوسلا ہے۔ مگر ایسے

بہت کم

ہونگے کہ بیٹے کیلئے دعا کریں۔ اور وہ پیدا ہو جائے۔ قید سے رہائی کیلئے دعا کریں۔ اور رہا ہو جائیں۔ بیماری سے شفا کیلئے دُعا کریں۔ اور شفا ہو جائے۔ مگر صراط مستقیم کیلئے دعا کریں اور یہ منظور نہ ہو۔ تو ان کے دل میں خیال پیدا ہو کہ کیوں قبول نہیں ہوئی۔ ایسے لوگ بہت کم بلکہ نہیں ہیں جو یہ کہیں کہ ہدایت کیلئے ہم دعائیں کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہدایت نہیں ملتی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں یہ سوال ہی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ

انسان کی پیدائش کی غرض

یہی ہے کہ صراط مستقیم حاصل کرے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ہم نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہمارا بندہ بنے۔ اور کوئی بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ جب تک آقا کے پاس نہ ہو۔ اور جب تک آقا کے پاس جانے کا رستہ ہی معلوم نہ ہو۔ اسوقت تک بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ پس اگر انسان کی پیدائش کی غرض خدا تعالیٰ کا عبد بننا ہے۔ اور یقیناً ہے تو یہی اسکی غرض ہو کہ

صراط مستقیم

پائے۔ اور دوسرے الفاظ میں صراط مستقیم پانے کی دُعا کا یہ مطلب ہے کہ جس مقصد کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اسے حاصل کرے۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ان باتوں کیلئے جب انسان دعائیں کرتے ہیں۔ جو اصل مقصد نہیں وہ تو پوری ہو جاتی ہیں۔ اور اصل مقصد کیلئے جو دعا کرتے ہیں۔ وہ پوری نہیں ہوتی پھر وہ انسان جس کی اور باتوں میں دُعا نہیں سُنی جاتی۔ وہ تو اپنے دل میں سوال کرتا ہے کہ کیا بات ہے۔ میری فلاں دُعا منظور نہیں ہوئی۔ اور اس کا ذکر دوسروں سے بھی کرتا ہے۔ مگر اس طرح کی شکایت کبھی میرے پاس نہیں پہنچی یا اسقدر قلیل پہنچی ہے جو شاذ و نادر کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں یہ سوال ہی لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا کہ اہدنا الصراط المستقیم کی دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی

اب سوال یہ ہے۔ کہ

کیوں یہ سوال نہیں پیدا ہوتا

میرے نزدیک اس کا وہی حل ہے۔ جو پہلے بیان کیا ہے۔ ایک پیاسا جب پانی مانگتا ہے۔ اور نہیں ملتا۔ تو وہ کیا کرتا ہے۔ چڑتا ہے۔ اور ناراض ہوتا ہے۔ کہتا ہے اتنی دیر سے پانی مانگ رہا ہوں کیوں نہیں دیا جاتا۔ ایک بھوکا جو بھوک سے مر رہا ہو۔ کیا مانگتا ہی چلا جاتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ جب اسے کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ تو ناراض ہوتا ہے۔ دیکھو ایک بچہ جب گھر آتا ہے۔ تو وہ ماں باپ پر حاکم نہیں ہوتا کچھ کمانے والا نہیں ہوتا۔ اور ظاہر حالات کو اگر دیکھا جائے تو

ماں باپ کے صدقہ

کھانا کھاتا ہے۔ مگر جب مانگتا ہے۔ اور اسے کھانے کیلئے کچھ نہیں ملتا۔ تو ناراض ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بھوک کی خواہش اسے یاد دلاتی ہے۔ کہ میری ابھی پوری نہیں ہوئی۔ اور جب تک پوری نہیں ہو جاتی اس وقت تک اسے چین نہیں لینے دیتی۔ اس کے مقابلہ میں ایک شخص رستہ میں چلا جاتا ہے۔ اسے کوئی بچہ ملتا ہے۔ اور وہ اسے پیار کرنا چاہتا ہے لیکن بچہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اس پر وہ بھی منہ پھیر کر آگے چلا جاتا ہے۔ اور کوئی خیال اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتا وجہ یہ کہ اس شخص کو بچہ سے پیار کرنے کی سچی خواہش نہ تھی۔ بلکہ چلتے چلتے ایک چیز نے سامنے آکر

جھوٹی خواہش

اس کے دل میں پیدا کر دی تھی۔ اگر اس کے دل میں سچی خواہش ہوتی۔ تو جب تک وہ پوری نہ ہوتی۔ اسے دکھ اور تکلیف ہوتی۔

اسی طرح جبکہ ایک مسلمان نمازوں میں کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اور یہ پوری نہیں ہوتی۔ مگر اس کے دل میں درد اور گھبراہٹ نہیں پیدا ہوتی۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے لئے جب دعائیں کرتا ہے۔ اور وہ قبول نہ ہوں۔ تو ناراض ہو کر کہتا ہے۔ کیوں میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور وہ جو ہدایت ملنے کی دعا قبول نہ ہونے پر تسلی پا جاتا ہے۔ وہ بچہ کے متعلق دعا قبول نہ ہونے پر تسلی نہیں پاتا۔ اسی طرح جس کا بچہ بیمار ہو۔ وہ اس کی صحت کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور جب پوری نہ ہو تو دوسروں سے کراتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہاں تک بھی کہہ دیتا ہے۔ کہ خدا دعا قبول ہی نہیں کرتا۔ اس سے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ وہ خدا کو نہیں مانتا بلکہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بچہ کی طرح ناراضگی ظاہر کر رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ جب بچہ کو بھوک لگی ہو۔ اور اس کے مانگنے پر اسے کھانے کو کچھ نہ ملے۔ یا حسب منشا نہ ملے۔ تو کہہ دیتا ہے۔ کہ اب میں نہیں کھاتا۔ اسی طرح وہ شخص کرتا ہے۔ جس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ گو اس کی ناراضگی ناجائز ہوتی ہے۔ اور میں اس کے اس فعل کو جائز نہیں قرار دیتا۔ مگر یہ نتیجہ ضرور نکالتا ہوں۔ کہ اس کے دل میں

سچی خواہش

ہوتی ہے۔ کہ اس کے ہاں بیٹا ہو۔ یا اس کے بچہ کو صحت ہو۔ یا اسے مال مل جائے۔ یا وہ رہا ہو جائے مگر جو شخص صراط مستقیم مانگتا ہے۔ اور بیس بیس سال سے مانگتا چلا آتا ہے۔ مگر اسے نہیں ملتی۔ اور اس پر اسے کوئی دکھ اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی تو

کیا نتیجہ نکلا

یہی کہ اسے اس کیلئے سچی خواہش نہیں ہوتی اور جب سچی خواہش نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ اسے پورا کرے۔ اس دعا کے قبول نہ ہونے پر اس کے دل میں دکھ۔ تکلیف اور تڑپ کا نہ ہونا ثبوت ہے اس امر کا کہ اس کے لئے اسے سچی خواہش نہیں تھی۔ اور یہی وجہ اس کے قبول نہ ہونے کی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کہتے ہیں۔ میں اپنے موتی سوروں کے آگے نہیں ڈالتا۔ خدا تعالیٰ بھی ایسے نادانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جن کے دل میں اس کیلئے سچی خواہش نہیں ہوتی۔ ان کے دل میں سچی تڑپ ہوتی ہے۔ کہ بیٹا ہو۔ سچی تڑپ ہوتی ہے کہ مال مل جائے۔ سچی تڑپ ہوتی ہے۔ کہ مشکلات اور مصائب دور ہو جائیں۔ اس لئے یہ دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ مگر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا پڑھتے ہیں۔ اور سچی خواہش اس کے لئے نہیں ہوتی۔ اس لئے ہدایت نہیں ملتی۔ یہ دعا اس لئے پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ نماز میں رکھے ہیں۔ اگر آپ یہ الفاظ نماز میں نہ رکھ دیتے۔ تو مہینوں اور سالوں گزر جاتے۔ اور یہ الفاظ ان کی زبان پر نہ آتے۔

پس نماز میں جب کوئی شخص اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ تو دراصل وہ نہیں کہہ رہا ہوتا بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اگر پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو۔ کہ اگر میں نے یہ الفاظ نہ پڑھے تو بھی نماز ہو جائیگی۔ تو وہ کبھی نہ پڑھتا۔ مگر چونکہ مولویوں نے اسے سکھایا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی یہ نہ پڑھیگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اس لئے وہ پڑھتا ہے۔ نہ کہ ہدایت کی غرض اور خواہش کے لئے پڑھتا ہے۔ اور جب تک سچی تڑپ نہیں ہوتی۔ کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ اگر اس کے لئے بھی ویسی ہی تڑپ ہو جیسی بیمار بچہ کے لئے ہوتی ہے۔ کہ اچھا ہو جائے۔ یا قید سے رہائی ہو جائے۔ یا نقصان سے بچ جائے یا بیٹا پیدا ہو جائے۔ یا کوئی عزیز یا دور رشتہ دار مل جائے۔ یا اور خواہشات کے پورا ہونے کے متعلق ہوتی ہے۔ تو ان دعاؤں سے بہت جلدی یہ دعا قبول ہو۔ کیونکہ یہی

انسانی پیدائش کا مقصد

ہے۔ اتنی جلدی کوئی رہا نہ ہو۔ جتنی جلدی اھدنا الصراط المستقیم کی دعا قبول ہو۔ اتنی جلدی کسی کے ہاں بیٹا نہ ہو۔ جتنی جلدی یہ دعا قبول ہو غرضکہ کوئی بھی اور دعا اتنی جلدی قبول نہ ہو۔ جتنی جلدی یہ قبول ہو۔ کیونکہ یہ

عین خدا تعالےٰ کی مرضی

اور منشا کے مطابق ہے۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ کہ ہدایت پائے۔ اور جب انسان کے دل میں بھی ہدایت پانے کی سچی خواہش پیدا ہو جائے تو یہ دعا بہت جلدی قبول ہو جاتی ہے۔

دیکھو ایک شخص مینار کے پاس کھڑا ہو۔ اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس جانا چاہیئے۔ تو وہ اتنا جلدی اس کے پاس نہیں پہنچیگا۔ جتنا جلدی اگر وہ بھی اس کی طرف چل پڑے۔ تو پہنچ سکیگا۔ قید سے رہائی پا جانا۔ یا بچہ پیدا ہونا یا مال مل جانا وغیرہ انسان کا اصلی مقصد نہیں۔ اسلئے ان باتوں کے حصول کے لئے ایسے

سارا سفر

خود طے کرنا ہوتا ہے لیکن جب صراط مستقیم کیلئے دعا مانگتا ہے تو ادہر سے خدا اسکی طرف بڑھتا ہے اور ادہر سے یہ خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ اور درمیان میں ملجاتا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی اور اسکی خواہش ایک ہو جاتی ہے اسلئے جلدی پوری ہو جاتی ہے۔ پس اگر اس بات کی سچی خواہش ہو تو اس کا پورا ہونا کوئی بھی مشکل امر نہیں۔ اور اگر یہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ تو یاد رکھو کہ اس کیلئے

سچی تڑپ

نہیں ہوتی۔ بلکہ دکھاوے کی دعا کی جاتی ہے۔ اور ایسی دعا قابل قبول نہیں ہوتی۔ بلکہ اس قابل ہوتی ہے کہ دعا کرنیوالے کے منہ پر ماری جائے۔ لیس ہیں

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ بہت ہیں جو سمجھتے ہیں کہ انہیں ہدایت پانیکی سچی تڑپ ہے۔ مگر وہ غور کریں۔ کیا ایسی ہی تڑپ ہوتی ہے جیسی دنیاوی باتوں کیلئے ہوتی ہے۔ اگر ویسی تڑپ نہیں اگر اسی طرح اسکے لئے کھانا پینا حرام نہیں ہو جاتا۔ چین و آرام کافور نہیں ہو جاتا۔ جیسا دنیاوی امور کیلئے ہوتا ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ تمہارے اندر سچی تڑپ نہیں ہے اور جب یہ حالت ہے تو

قطعاً امید نہ رکھو

کہ تمہاری یہ دعا قبول ہوگی لیکن چونکہ انسان کی پیدائش کا یہی مقصد ہے۔ اسلئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ اسکے لئے سچی تڑپ اور حقیقی خواہش پیدا کرو تا اس مقصد کو حاصل کرسکو کیونکہ وہ جو اسکے بغیر مرگیا وہ تباہ ہوگیا۔ اس مقصد کیلئے دوبارہ کسی کو پیدا نہیں کیا جائیگا۔ اسلئے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور مقصد پیدائش کو حاصل کرنیکی کوشش کرو۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنے فضل سے سچی راہ دکھائے اور دنیاوی آلائشوں سے پاک کرکے اپنا محبوب بنالے۔

اشدھی کی روک تھام کیلئے

سربرآوردہ مسلم راجپوتوں کی مساعی جمیلہ

اسمیں شک نہیں کہ میدان ارتداد میں آریوں کی کوششیں مسلمانوں کے لئے ایک تازیانہ عبرت ہیں۔ اور اگر وہ بیدار ہوں تو مستحق مبارکباد ہیں۔ ورنہ ایسے غافلوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ۔

آریہ دہرم اور برادری کے نام پر مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ان کے بڑے بڑے راجے مہاراجے ظاہراً و پوشیدہ ان کی پشت پر ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی طرف سے جھوٹ اور فریب سے جتنا کام لیا جا رہا ہے۔ وہ مزید بر آں ہے۔ چنانچہ حال میں جے سنگھا پور ضلع فرخ آباد کے ارتداد کی خبر آریہ اخبارات میں بڑے زور شور سے شائع ہوئی ہے جس میں یہ تو بتایا گیا ہے۔ کہ بڑے بڑے اشدہی کے حامی ہندو راجے مہاراجے وہاں موجود تھے۔ جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ مرتد ہونیوالوں کی تعداد کتنی ہے۔ اگر اشدہی کامیاب ہوئی تھی تو شدہی میں شامل ہونیوالے ہندو راجوں کی فہرست کے ساتھ ہی اشدھ ہونے والے لوگوں کی فہرست کا شائع کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر حیرت ہے۔ اشدھی کا ڈھول پیٹنے والے آریوں نے ایک بھی مرتد ہونیوالے شخص کا نام نہیں لکھا۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جے سنگھا پور میں چند آدمی اشدھ ضرور ہوئے ہیں مگر جیسی آریوں کو وہاں ناکامی ہوئی ہے۔ وہ ان کا دل ہی جانتا ہے۔ اسی طرح خوجی پور ضلع فرخ آباد کے اشدھ کرنے کے متعلق بھی اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ مگر وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آریوں کو شرمناک شکست ہوئی۔ اور شدہی فی الحال بالکل رک گئی ہے ۔

ان دونوں مقامات پر جہاں ہندو اپنے قوت بازو اور ہندو راجوں مہاراجوں کے بل پر ارتداد پھیلا

چاہتے تھے۔ جناب راجہ ہادی یار خان صاحب رئیس کوسمہ اور جناب محمد اصغر علی خان صاحب آنریری منصف رئیس فرخ آباد نے نہایت سرگرمی سے حفاظت اسلام کا کام کیا۔ چنانچہ خوجی پور میں آپ کی سرگرمی اور بروقت محنت کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریوں کو مایوس ہو کر خاموش رہ جانا پڑا۔ ایسے نازک وقت میں ان ہمدردان اسلام رؤسا کی یہ مخلصانہ خدمات لائق مبارکباد اور دیگر مسلمان رؤسا کے لئے قابل تقلید مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان معززین کو مزید خدمت اسلام کی توفیق اور اخلاص عطا فرمائے ۔ آمین ۔

خاکسار محمد عبد اللہ خان بھٹی ۔ بی اے ۔ بی ٹی
نائب امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان ۔ آگرہ

چند خادمان دین کی ضرورت

ہمیں چند ایسے احمدی درکار ہیں۔ جو موٹے موٹے احکام شریعت خصوصاً عملی حصے سے اچھی طرح سے واقف ہوں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم و عقائد پر اطلاع رکھتے ہوں۔ اردو لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ اور امام مسجد اور مدرس کا کام کر سکتے ہوں۔ تنخواہ حسب لیاقت ماہوار دی جائیگی۔ اور قادیان سے باہر کسی علاقہ میں کام پر لگایا جائیگا۔ احباب جو اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔ جلد سے جلد اپنی درخواستیں معہ پورے پتہ کے خاکسار کے نام ارسال فرمادیں ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ قادیان

مندرہ تحصیل گوجرخان میں کوئی اشدہی نہیں ہوئی

اخبار پرتاپ ۸ اگست اور دوسرے آریہ اخبارات میں لکھا گیا ہے کہ مندرہ تحصیل گوجرخان میں دو سیدوں ایک امام مسجد اور ایک درزی کو اشدھ کیا گیا ہے۔ اسکے متعلق محبوب الٰہی بدر الاسلام سیکرٹری احمدیہ مندرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ میں اسی گاؤں کا رہنے والا احمدیہاں کے خورد

امریکہ کا احمدی رسالہ شمس الاسلام ماہوار ہونا چاہیئے

احمدی مبلغ امریکہ کا اپیل احمدی برادران سے

احباب کو معلوم ہے کہ کس طرح مغرب سے طلوع اسلام کے اسباب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیب الغیب سے مہیا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی قربانیوں اور خدمات کو قبول کر کے ایک ظاہری صورت رسالہ مسلم سن رائز یا شمس الاسلام کی شکل میں کر دی۔ تاکہ حضرت مفتی صاحب کی خدمات دنیا میں اظہر من الشمس ہو جائیں۔ اور یہ نیر صداقت اپنے نصف النہار پر ہر وقت چمکتا رہے۔ لیکن احباب کو یاد رہے کہ بے شک ابتداء میں سہ ماہی رسالہ اپنے وقت پر کافی تھا۔ لیکن حالات اور ملک کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر اسکی توسیع نہ کی گئی۔ تو پھر جو اس کی قدر نئے ہونے کی وجہ سے کی گئی ہے اس میں کمی آ جائیگی۔ عجوبہ بھی دنیا میں ایک کشش رکھتا ہے لیکن عجوبہ دیر تک نہیں رہتا۔ مشنری رسالوں سے یہاں مقابلہ ہے۔ [illegible]۔ ہر روز مضامین اسلام کے خلاف نکلتے رہتے ہیں۔ ان کا جواب نہ دیا جائے تو بد اثر ہوتا ہے۔ دیر کے بعد دیا جائے تو بھی نہ دینے کے برابر ہے۔ اشتہارات کے ذریعہ اس ملک میں وہ کام نہیں ہو سکتا۔ جو مستقل رسالہ کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ یہاں کی دینی جماعت کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ ان کی تعلیم بھی فی الحال رسالہ کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ مدت کے بعد نکلے۔ تو اکثر لوگ پہلا سیکھا ہوا بھی بھول جاتے ہیں۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ بعض اخبارات سے تبادلہ مشکل سے ہوا بھی تو انھوں نے پھر اپنا پرچہ نہ بھیجا۔ کیونکہ تین ماہ تک جب ان کو رسالہ نہ ملا۔ تو انھوں نے سمجھا بند ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اور بھی دیر ہو جاتی ہے جیسا کہ اب کی مرتبہ ہوا ہے۔ پورے چھ ماہ کے بعد رسالہ نکلا ہے۔ خریدار بھی گھٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگ جو خریدار ہیں۔ وہ بھی آخر اکتا جاتے ہیں۔ جس کام میں ترقی نہ ہو۔ وہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور جس میں بجائے ترقی کے تنزل ہو۔ وہ تو خود بخود ہی انحطاط کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسلئے میری ناقص رائے میں رسالہ "مسلم سن رائز" کو ماہوار ہونا چاہیئے اور اسی صورت میں یہ آرگن بن سکتا ہے۔ فی زمانہ مشن کے لئے آرگن کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر اس کو ماہوار نہ کیا جاوے۔ تو یہ آرگن نہیں بن سکتا۔ اور بغیر آرگن کوئی مشن آج کل چل نہیں سکتا۔ خاص کر مغربی دنیا میں۔ جہاں تمام کام کے لئے پروپگنڈا کی ضرورت ہے۔

خرچ کا سوال بے شک مشکل ہے۔ لیکن اسکے لئے ایک آسان راہ بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کم از کم تین ہزار مستقل خریدار ہو جائیں تو پھر قریباً سات یا چھ روپے سالانہ قیمت رکھنے میں یہ رسالہ خوب چل سکیگا۔ اسوقت اس کی سالانہ قیمت پانچ روپے ہے۔ تین ہزار خریدار کی صورت میں چھ روپے سالانہ صرف ایک روپیہ کا یا زیادہ سے زیادہ دو روپے کا اضافہ ہوگا۔ اور یہ کوئی بڑا اضافہ نہیں۔ اگر تمام احمدیہ انجمنیں خاص طور پر اس کے لئے کوشش فرماویں اور جو مخیر احباب بطور امداد رقوم دے سکتے ہوں وہ بھی دریغ نہ فرماویں۔ اور تین ہزار خریداروں کی قیمت وصول کر کے یہاں بھیجدی جاوے۔ تو امید ہے کہ یہ رسالہ ماہوار ہو کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکیگا۔ یہ یاد رہے کہ میں نے تین ہزار کم از کم خریدار کی شرط رکھی ہے۔ اس سے یہ خیال نہ کر لیا جائے کہ مانگنے والا تین ہزار مانگتا ہے۔ غالباً دو ہزار میں کام ہو جائیگا۔ میں نے پانچ چھ ہزار کا مطالبہ اس لئے نہیں کیا۔ کہ اسکو مشکل سمجھ کر بعض لوگ ڈر نہ جاویں اس قیمت میں ہندوستان کی مذہبی دنیا میں رسالہ ملنا محال ہے۔ سیاسی رسالے بے شک مل سکتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد خریداری بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ سستے مل سکتے ہیں۔ پھر انگریزی خوان جو عربی پڑھنے کے شائقین ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ رسالہ خاص طور پر مددگار ثابت ہوگا۔ اور جن لوگوں کو انگریزی حروف کی شدھ بدھ ہے۔ وہ اس رسالہ کے مطالعہ سے تھوڑے عرصہ کے بعد عربی حروف کو انگریزی حروف میں پڑھنا سیکھ کر خاصے رومن دان ہو سکینگے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ ہے۔ المختصر یہ رسالہ ایک بہت مفید کام دے سکیگا۔ اس صورت میں ہم اس کے ساتھ عربی فارسی اور ترکی کے ایک ایک دو دو صفحات بھی لگا سکینگے۔ کیونکہ ہمیں اس قسم کے بہت سے خطوط آ رہے ہیں۔ خاص کر کے ایران اور ٹرکی سے۔ اُمید ہے کہ احباب اس کار خیر میں شریک ہو کر ثواب جزیل حاصل کرینگے۔

اس کام کے لئے تمام زر اور خطوط بنام انچارج المسجد شکاگو آنے چاہئیں۔ خاکسار محمد دین از شکاگو

4448 Wabash avenue Chicago Ill.

علاقہ ارتداد میں قائمقام بھیجنے کے متعلق اعلان

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ علاقہ ارتداد میں ناخواندہ اور ضعیف العمر احباب ایسے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ احباب سکرٹریان انجمنہائے احمدیہ کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ جو دوست ناخواندہ ہوں یا ضعیف العمر ہوں۔ وہ اگر خود علاقہ ارتداد میں کام کرنیکے لئے جانے کی بجائے اپنی طرف سے کسی قائم مقام کو بھیجنا مناسب سمجھیں۔ لیکن کسی صاحب کو خود اپنا قائمقام مقرر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ چاہیئے کہ ایسے تمام احباب ایک سہ ماہی کا خرچ جو کم سے کم ہونا چاہیئے۔ ناظر صیغہ انسداد ارتداد کے نام ارسال فرماویں۔ دفتر ہذا خود ایسے کارکنوں کا انتخاب کریگا جو اس قسم پر علاقہ ارتداد میں بھیجے جانے مناسب ہونگے۔ لہذا جملہ سکرٹریان [illegible] خیال رکھیں کہ اگر انکے حلقہ میں کوئی ایسے دوست ہوں جو تبلیغ کی اہلیت رکھتے ہوں اور تین ماہ کیلئے اپنا وقت دے سکیں لیکن اخراجات کے برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو ان کی درخواست دفتر ہذا میں بھجوادی جاوے۔ تا انمیں سے حسب ضرورت انتخاب کیا جاسکے۔

نائب ناظر انسداد ارتداد از قادیان

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

سالٹ پانڈ میں احمدیہ مسجد

(نوشتہ حکیم فضل الرحمن صاحب احمدی مبلغ)

کام کی مشکلات

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible] سال کا عرصہ ہوگیا۔ کہ جب عاجز قادیان دارالامان سے روانہ ہوا۔ اور یہاں پہنچنے کے بعد کام شروع کر دیا گیا۔ نئے کام میں جو مشکلات ہوتی ہیں بالخصوص میرے جیسے کمزور بے علم اور ناتجربہ کار انسان کو مشکلات کا جو خطرہ تھا۔ اس سے ہر وہ بھائی جسے کسی اہم کام میں حصہ لینے کا موقع ملا ہو ناواقف نہیں ہو سکتا۔

پھر انسان کی کمزوریوں پر پردہ پڑ سکتا ہے۔ جبکہ اسے اپنے احباب کے درمیان کام کرنا پڑے اور اگر اپنے ہی ملک میں کام کرنا ہو۔ جہاں کی زبان عادات اور اخلاق سے انسان واقف ہوتا ہے۔ تو اس کام میں اور بھی آسانی ہو جاتی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھکر احباب میری مشکلات کا اندازہ لگا سکتے ہیں جسکو بالکل غیر ملک غیر زبان اور غیر عادات کے لوگوں میں کام کرنا پڑا۔ براعظم افریقہ جسے جغرافیوں میں Dark Continent یعنی تاریکی کا ملک کہا جاتا ہے۔ واقعی تاریکی کا ملک ہے۔ پینے کو پانی نہیں۔ کھانے کو غذا نہیں۔ باشندوں کی طبائع ان کے اخلاق اور ان کی عادات ایسی کج اور ٹیڑھی ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور احباب کرام کی دعاؤں پر اعتماد کرتے ہوئے کام شروع کر دیا گیا۔

تبلیغی کوششوں کے نتائج

گو میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔ نہیں بلکہ اصل خدمت کا سوواں حصہ بھی ادا نہ کیا۔ مگر حمد ہے۔ خدائے پاک کی کہ یہاں دو صد سے اوپر کافر اور عیسائی گذشتہ ایک سال کے عرصہ میں داخل سلسلہ ہوئے۔ اور جن کی خبریں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ وہاں پہلے داخل ہونے والوں کی اصلاح اور تربیت بھی ہوئی۔

جب میں یہاں پہنچا۔ تو اسلام میں داخل ہونے والوں کو عجیب حالت میں پایا۔ وجہ صاف عیاں ہے۔ کہ ان کی تربیت کے لئے کوئی مدرس ان میں فوراً نہ بھیجا جا سکا۔ میں نے یہاں پہنچکر ان لوگوں کی حالت کو ایسا پست پایا۔ کہ جس کا اندازہ نہیں۔ کیا بلحاظ علم کے اور کیا بلحاظ عادات و اخلاق کے ہر رنگ میں گرے ہوئے تھے۔ پھر بات سمجھنے سے بالکل قاصر۔ پرلے درجے کے کمزور دماغ اور بلید الذہن۔ اخلاق اور دینی کمزوری کے متعلق تو ان کو ملزم نہیں گردانا جا سکتا۔ کیونکہ جو سارا لوگ جو پرانے مسلمان ہیں۔ سر بازار شراب پینا۔ ناچنا گنڈے۔ تعویذ لکھکر پیسے وصول کرنا ان کا پیشہ ہے۔ اور جب پرانے مسلمانوں کا یہ نمونہ ہو تو بیچارے نو مسلموں کا کیا حال۔ حقیقت میں یہی لوگ دشمنان اسلام ہیں۔ کہ جن کو دیکھکر لوگ ساحلی افریقہ میں اسلام سے بدظنی بلکہ متنفر ہو رہے ہیں۔ لیکن اللہ نے میری یاوری کی اور یہاں لوگوں کو سمجھ دی۔ اور اب خدا کے فضل سے بہت ہیں۔ جن کا ایمان عاشقانہ رنگ میں تبدیل ہو رہا ہے۔ اور جنہوں نے سمجھا ہے کہ ہاں اسلام کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

میں نے یہ چند ابتدائی باتیں اس لئے عرض کی ہیں کہ تا احباب کو میری مشکلات کا اندازہ ہو جائے۔

سالٹ پانڈ کی احمدیہ مسجد

اس رپورٹ میں خصوصیت سے جس بات کا مجھے ذکر کرنا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اس نے ۲۹ رمئی ۱۹۲۳ء کو احمدیہ مسجد سالٹ پانڈ کے افتتاح کی صورت میں کیا۔ اس جگہ کے غیر [illegible] لوگوں نے ایک مسجد بنائی تھی۔ جو اسے چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے ہیں جس زمین پر یہ مسجد بنائی گئی تھی۔ وہ ایک عیسائی کی ملکیت ہے۔ اور وہ لوگ زمین کا کرایہ ادا کرتے تھے۔ جب وہ لوگ چلے گئے۔ تو مالک زمین مسجد گرانے کو تھا۔ کیونکہ اس کے کسی کام کی نہیں تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ ملبہ اٹھا کر کام میں لاتا مگر میں جب اس کو ملا تو اس نیکدل انسان نے اس مسجد کے استعمال کی مجھے اجازت دیدی۔ اور فی الحال مفت ہی دیدی۔ زمین و مسجد کی قیمت ملاکر پندرہ سو روپیہ سے کم نہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ یہ مسجد میرے مکان سے بہت فاصلہ پر ہے۔ پھر سالٹ پانڈ خاص میں کوئی مستقل جماعت بھی نہیں۔ سکول کے چند لڑکے ہیں۔ مگر میں نے فی الحال عصر۔ عشاء و فجر کی نمازیں وہاں ادا کرنا شروع کر دی ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد میں عبادت کرنے والے بھی پیدا فرما دیوے۔

میں تو مسجد اور جماعت دونوں کے لئے دعا کیا کرتا تھا۔ مسجد تو اللہ نے دیدی۔ پس جماعت کا ملنا بھی اس کے فضل سے بعید نہیں۔ چنانچہ جس دن سے میں نے وہاں نماز شروع کی ہے دو غیر احمدی میرے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ بالکل احمدی طریقہ پر نماز ادا کرتے ہیں۔

یہاں کی جماعت اس امر پر پورے شکر سے غور کر رہی ہے۔ کہ مسجد کے قریب ہی احمدیہ مشن کے لئے اپنا مکان بنا لیا جاوے۔ چنانچہ انہی صاحب سے جنہوں نے یہ مسجد دی ہے۔ میں نے مکان کے لئے زمین مانگی ہے۔ اور اب ایک جلسہ میں جماعت کو اکٹھا کر کے اس امر کا تصفیہ کرنے کے اللہ توفیق دے۔ تو اسی سال کے اندر اندر اپنا مکان بنا لینے کی خواہش ہے۔ احباب کرام دعاؤں سے امداد فرماویں۔ لندن۔ امریکہ۔ جرمنی کے لئے تو احباب [illegible] بھیجتے اور بھیج رہے ہیں۔ یہاں دعاؤں کی تھیلیاں ہی ارسال فرماویں ٭

تیسری سہ ماہی کے احمدی مجاہدین کی فہرست

تیسری سہ ماہی میں جن احباب کو راجپوتانہ میں برائے تبلیغ بھیجا جائیگا۔ ان کے اسماء درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر ایک اپنے وقت پر جانے کے لئے تیار رہے۔ اور اطلاع یابی پر فوراً چل پڑے دوسری سہ ماہی میں جب بعض احباب کو لکھا گیا۔ کہ وہ فلاں تاریخ آگرہ تشریف لیجائیں۔ تو باوجود کافی وقت پہلے اطلاع کردینے کے بعض نے بہت ہی خفیف سی مجبوریوں کیوجہ سے نہ جانے کی اجازت چاہی۔ جس کی وجہ سے دفتر کو بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور انہیں مشکلات کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح کو ۲۳ جون ۱۹۲۳ء کا خطبہ جمعہ پڑھنا پڑا۔ اس لئے اس دفعہ احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اپنے وقت پر تیار رہیں۔ اور اگر کسی قسم کی اشد ضرورت پیش آجائے۔ تو کافی عرصہ پہلے دفتر کو آگاہ کردیں۔ تاکہ ان کی جگہ اور مناسب انتظام ہوسکے۔ اس سہ ماہی میں بعض احباب کو بطور ریزرو کے رکھا گیا ہے ان کو بھی چاہئے کہ ہر وقت جانے کے لئے تیار رہیں ان کے لئے یہ دونوں امکان ہیں۔ کہ انہیں یکم ستمبر کو بھیجدیا جائے۔ یا اس سہ ماہی میں ان کی ضرورت پیش ہی نہ آئے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس دفعہ احباب دفتر کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دینگے۔ اور دفتر کی آواز پر لبیک کہینگے۔

محمد عبد اللہ خان نائب ناظر انسداد ارتداد

نوٹ احباب کو چاہئے کہ اخراجات کا انتظام کرکے عازم آگرہ ہوں۔ ورنہ اخبار میں اعلان کرنا پڑیگا۔ کہ فلاں صاحب اخراجات کے نہ ہونے کی وجہ سے [illegible] رک گئے۔

یکم ستمبر کو جانیوالے وفد کی فہرست

۱۔ بہادر علی صاحب ساکن راجپورہ حال سنگرور
۲۔ سید فضل الرحمن صاحب کرشل ہوس منصوری
۳۔ حکیم عبد الرحمن صاحب نو مسلم فیض اللہ چک
۴۔ حکیم خواجہ کرم داد صاحب حویلی گردانہ جموں
۵۔ فضل الدین صاحب دکاندار قادیان
۶۔ حبیب الرحمن صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ سامانہ

۱۵ ستمبر کو جانیوالے وفد کی فہرست

۱۔ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب فیروزپور
۲۔ خیر محمد صاحب زرگر سیدوالہ تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ
۳۔ محمد عبد اللہ صاحب سنکلیر بنگہ بنڈاوانہ ڈاکخانہ کشن گڈھ گجرانوالہ
۴۔ شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ جات امرتسر
۵۔ محمد روشن دین صاحب پنشنر سٹیشن ماسٹر سیالکوٹ
۶۔ محمد عبد الرشید صاحب احمدی اسہار نپور
۷۔ محمد اشرف صاحب معرفت قاضی حبیب اللہ صاحب مزنگ لاہور
۸۔ خدا بخش صاحب احمدی خانیوال تحصیل نارووال
۹۔ نبی بخش صاحب معرفت شیخ فضل کریم صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل دکن
۱۰۔ عبد الخالق صاحب ٹھیکیدار کوٹلی لوہاران
۱۱۔ میاں نظام الدین صاحب سپاہی ٹیریٹوریل فورس معرفت امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ
۱۲۔ میراں بخش صاحب احمدی متصل پرانی منڈی گوجرانوالہ
۱۳۔ مہر علی صاحب مکھو ضلع لدھیانہ۔
۱۴۔ رحمت اللہ صاحب احمدی سیکرٹری بنگہ۔
۱۵۔ میاں عبد اللہ صاحب احمدی بنگہ
۱۶۔ میاں سندھی شاہ صاحب بنگہ
۱۷۔ محمد عثمان خان سیکرٹری جماعت احمدیہ امرانہ
۱۸۔ بابو شاہ عالم صاحب ہیڈ کلرک کیمل کور نمبر ۳۵ جہلم کنٹ۔
۱۹۔ فضل محمد خان صاحب دفتر ڈی۔ ایف آئی ملیٹری ورکس شملہ۔
۲۰۔ نبی بخش صاحب سپاہی نمبر ۳ ٹیریٹوریل فورس اکاڑہ منٹگمری
۲۱۔ ڈاکٹر فتیح دین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن پشاور
۲۲۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۲۳۔ مولوی اکبر علی صاحب اکونٹنٹ ۱/۱۴ پنجاب رجمنٹ راولپنڈی۔
۲۴۔ محمد ابراہیم صاحب بنگہ۔
۲۵۔ احمد دین صاحب کلرک سٹورز روٹ برانچ
۲۶۔ سید امارت حسین صاحب موضع ادرین ڈاکخانہ کجرہ ضلع مونگیر
۲۷۔ مستری کرم الٰہی صاحب ولد میاں محمد مرحوم بھیروی ساکن ڈنگہ ضلع گجرات
۲۸۔ محمد فاضل صاحب احمدی بستی بلوچاں سب اوورسیر کمیٹی شہر فیروزپور
۲۹۔ ڈاکٹر اعظم علی خاں صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ٹوچی
۳۰۔ شیخ محمد سلیمان صاحب اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت سامانہ
۳۱۔ حشمت علی صاحب سکرٹری سامانہ

یکم اکتوبر کو جانیوالے وفد کی فہرست

۱۔ محمد علی صاحب احمدی معرفت قاضی حبیب اللہ صاحب مزنگ لاہور۔
۲۔ حکیم اللہ دتہ صاحب سکرٹری درگانوالی سیالکوٹ
۳۔ محمد مستقیم صاحب ولد عبد العزیز صاحب احمدی سنور ریاست پٹیالہ
۴۔ محمد اشرف صاحب چک نمبر ۳۰ ڈاکخانہ چک نمبر ۳۱ منٹگمری
۵۔ محمد دین صاحب ہیڈ کانسٹبل ریاست جموں
۶۔ مولوی بقاء اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاست بھوپال
۷۔ محمد عبد اللہ صاحب سنوری
۸۔ عبد السلام صاحب دفتر ملیٹری ورکس شملہ
۹۔ محمد اسلم صاحب احمدی معرفت تایارام دکاندار ننگر
۱۰۔ قاضی عبد المجید صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ نہر اوچھ جہلم
۱۱۔ محمد ابراہیم صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ رسالہ نمبر ۵ میرٹھ۔
۱۲۔ عزیز احمد صاحب ولد نور دین صاحب نقشہ نویس راولپنڈی
۱۳۔ محمد حیات صاحب پنشنر قادیان

۵ نومبر کو جانے والے وفد کی فہرست

۱- محمد عبداللہ صاحب جمعدار کیمپ کو راولپنڈی

۲- خیردخاں صاحب ایرانہ

۳- اللہ دتا صاحب نمبردار چک نمبر ۸ ڈاکخانہ مڑودہ بھگوان ضلع شیخوپورہ

۴- چودھری شکر اللہ خاں صاحب سیکنڈ لفٹیننٹ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

۵- خدا بخش صاحب زمیندار محصل انجمن احمدیہ خانوالی ضلع سیالکوٹ

۶- چودھری اللہ دتا صاحب معرفت غلام محمد صاحب ڈاکخانہ چندرکے ضلع سیالکوٹ

۷- محمد اسحاق صاحب ولد چودھری شاہ محمد صاحب نمبردار ڈاکخانہ چندرکے ضلع سیالکوٹ

۸- چودھری قادر بخش صاحب چندرکے ضلع سیالکوٹ

۹- چودھری کریم بخش صاحب ڈاکخانہ چندرکے ؍؍

۱۰- بشیر احمد صاحب کنجاہی

ریزرو

۱- اللہ بخش صاحب عرف نبی بخش صاحب سرہند

۲- کرم الٰہی ولد میاں محمد صاحب مرحوم دفتر بھیرہ

۳- چودھری نصر اللہ خاں صاحب نمبردار خانہ میانوالی ضلع سیالکوٹ

۴- غلام احمد صاحب ولد چودھری شاہ محمد صاحب نمبردار معرفت غلام محمد صاحب ڈاکخانہ چندرکے جٹاں ضلع سیالکوٹ

۵- احمد دین صاحب چک نمبر ۱۰۹ رکھ برانچ

۶- علی احمد صاحب رجاونی ڈاکخانہ برارہ ضلع انبالہ

۷- حافظ ملک محمد صاحب ڈھک بازار ریاست پٹیالہ

۸- میاں عبدالرحمٰن صاحب راجپوت ضلع ہوشیارپور

۹- فیروز خاں صاحب کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور

۱۰- محمد عبداللہ صاحب جلد ساز قادیان

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

لوگ موتیوں کے سرمہ کو پسند کرتے ہیں

اس لئے کہ یہ حضرت مولانا نورالدین جو علم طب کے بادشاہ تھے کا مجرب سرمہ ہے جس میں موتی ممیرا وغیرہ قیمتی اجزا پڑتے ہیں۔ خاص قسم کی کھرل میں بڑی محنت شوق و اہتمام سے تیار کیا گیا ہے۔ ضعف بصر۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ غرضکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ علاوہ محصولڈاک جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ تفصیل کے لئے تازہ سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہو۔

تازہ شہادت

جناب منشی سلطان احمد صاحب احمدی شالیمار نیٹ ضلع ہوڑہ سے لکھتے ہیں۔ جو سرمہ آپ سے پہلے منگوایا تھا وہ بہت مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم تین تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ:-

مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

کشمیر میں آجکل

اکثر اشیاء ارزاں اور عمدہ خریدنے کا موقعہ ہے۔

تاجران دکاندار اور دیگر خواہشمند اصحاب توجہ فرماویں۔

پٹو گرم بابتہ اکسٹرا — زنانہ شال — لوئیاں — [illegible]

لے تا ۵ — سہ تا صہ — عہ تا عسہ — صہ تا لہ

سلاجیت اصلی — نمدے یارقندی — پٹی خودرنگ

فی سیر ۵ — للعہ تا ملے — ۵ تا عہ

بہیدانہ فی سیر — گل بنفشہ فی سیر — چربی ریچھ — چربی شیر

ے تا بے — للعہ — فی سیر ۵ — فی پاؤ صہ

زعفران اصلی ماہ کنک میں تیار ہوگا — کستوری فی تولہ ۵ تا عہ — ممیرا چینی فی تولہ عہ

مندرجہ بالا اشیاء کے علاوہ دیگر ہر قسم کا سامان سپلائی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ خاصکر چوب چھتا یعنی فرخیر۔ لوڑی۔ چرد وغیرہ خام اور پختہ ہر ایک مفصل آرڈر کے ہمراہ بطور پیشگی کچھ رقم آنا ضروری ہے۔ اگر چیزیں مطابق آرڈر نہ ہوں تو واپس لی جاتی ہیں۔

محمد اسمٰعیل احمدیہ سپلائنگ ایجنسی زینہ کدل سرینگر کشمیر

قادیان میں مکان بنانے والوں کو مژدہ

یہ اشتہار الفضل میں سید محمد اسحق صاحب مولوی فاضل سید محمد سرور شاہ صاحب سکرٹری صدر انجمن۔ مولنا شیر علی صاحب بی۔ اے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ جن احباب نے قادیان میں مکان خریدنے کیلئے زمین خرید رکھی ہے۔ اور خود فرصت نہیں۔ یا تجربہ نہیں تو وہ خاکسار فضل الٰہی سرگودھوی کی معرفت یہ کام کرا سکتے ہیں۔ کمیشن دس فیصدی پر یا معینہ معاوضہ پر۔ اس کے متعلق ایک دوست کا مفصلہ ذیل خط اطمینان خاطر کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

مکرمی جناب مولنا مولوی فضل الٰہی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کا نہایت شاکر ہوں کہ آپ نے میرے عزیز بابو محمد سعید صاحب کے مکانات نہایت محنت اور دیانت داری سے تیار کرائے ہیں۔ آپ کے وجود سے ہمیں بہت فائدہ پہنچا۔ ایک تو روپیہ نسبتاً کم خرچ ہوا دوسرا مکان آپنے ایسا شاندار بنوایا ہے۔ کہ لوگ رشک کرتے ہیں۔ آپ نے سارا سارا دن اسی مکان کے بنانے میں خرچ کیا۔ یہانتک کہ اپنی صحت کا بھی خیال نہ رکھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ آپ کثرت کام کی وجہ سے بیمار بھی ہو گئے۔ جس قسم کا کام آپ نے کیا ہے میرا خیال ہے۔ کہ اگر ایک سب اوورسیر بھی اس کام پر متعین ہوتے تو ہمیں اتنا فائدہ نہ پہنچتا۔ جیسا کہ آپ کے وجود سے پہنچا ہے۔ جس عمدگی سے آپ نے کیا ہے۔ اور پھر یہ کہ روپیہ خرچ کرنے میں نہایت کفایت شعاری سے کام لیا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی۔ کہ آپ یہاں تشریف رکھتے تھے۔ ورنہ بہت بڑی دقت کا سامنا ہوتا۔ امید ہے کہ جو احباب آپ سے مکانات بنوائیں گے۔ وہ ضرور آپ کی ایمانداری اور محنت اور قابلیت کی داد دیں گے۔ اور بہت فائدہ میں رہیں گے۔ فقط

فخرالدین ہیڈ کلرک کیمل کور لاہور

پنجاب بانڈس سنہ ۱۹۳۳ء (تمسک)

پنجاب گورنمنٹ یہ قرض کیوں لے رہی ہے؟

صوبہ ہی میں فراہم کئے ہوئے سرمایہ سے صوبہ کی ترقی کے لئے وسائل بہم پہنچانے کے لئے۔

یہ قرض کیا ہے؟

پنجاب گورنمنٹ ستلج ویلی اور دیگر فائدہ بخش نہری تجاویز پر خرچ کرنے کے لئے ایک کروڑ روپیہ قرض لے رہی ہے۔

ضمانت کیا ہے؟

پنجاب گورنمنٹ کے جملہ محاصل۔

شرح سود کیا ہے؟

ایک آنہ فی روپیہ

مجھے روپیہ کب واپس ملے گا؟

دس سال میں۔ لیکن اگر تم ستلج ویلی نہر پر زمین خریدو۔ تو تمہارے بانڈ (تمسک) اس کی قیمت میں پوری شرح پر مجرا لئے جائینگے۔

میں قرض دینے کے لئے کہاں درخواست کروں؟

پنجاب کے کسی سرکاری خزانہ یا اسکی شاخ یا امپیریل بنک کی کسی شاخ میں۔

میں کس طرح درخواست کروں؟

تم کو جو فارم دہ دیں۔ اس کی خانہ پوری کرو اور روپیہ داخل کردو۔

سود کب سے شروع ہوگا؟

جس تاریخ سے تم روپیہ ادا کرو۔

مجھے سود کس طرح ملے گا؟

۵ اکتوبر ۳۳ء تک کا سود تم کو روپیہ داخل کرنے کے وقت نقد دیا جائیگا۔ بعد ازاں ششماہی پنجاب کے کسی سرکاری خزانہ یا اسکی شاخ سے جہاں تم چاہو تم کو سود ادا کیا جایا کرے۔

میں اس قرض کے لئے کب روپیہ دے سکتا ہوں؟

یکم ستمبر ۱۹۳۳ء سے زیادہ سے زیادہ چھ ہفتہ تک اور جب ایک کروڑ کے قریب روپیہ جمع ہو جائے۔ تو قرض لینا فوراً بند کر دیا جائیگا۔

میں قرض کیوں دوں؟

(ا) کیونکہ تم کو عمدہ ضمانت اور معقول سود ملیگا (ب) کیونکہ اگر تم نیلام میں کامیاب ہو۔ تو ہمیشہ اپنے روپیہ کو زمین کی صورت میں بدل سکو گے (ج) کیونکہ اپنے صوبہ کی ترقی میں مدد دیکر تم ایک اچھے شہری کا فرض ادا کرو گے۔

ہیلز اروِنگ

سکرٹری پنجاب گورنمنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ،

(باہتمام مولوی شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)